بسم اللہ الرحمن الرحیم

فکر ونظر

پاکستان کو درپیش نئے چیلنج !!

وطن عزیز ان دنوں شدید سیاسی مشکلات سے دوچار ہے۔حکمرانوں کا قبلہ وکعبہ اور ہے اور عوامی فکر کے دھارے اور سمت بہتے ہیں۔ بالخصوص چند ماہ سے پاکستانی منظر نامے میں ایسی تبدیلیاں لگاتار آرہی ہیں ،جن سے محب ِوطن حلقے اور اسلام پسند حضرات شدید پریشانی کا شکار ہیں۔ایک بحران ابھی نہیں ٹلتا کہ دوسری آفت آن وارد ہوتی ہے۔پے درپے ان اُلجھے حالات سے عجیب بے چینی اور رمایوسی کی فضا پھیلی ہوئی ہے۔حکمران جو بیرونی طاقتوں کے سہارے ملک پر مسلط ہیں، اپنے عوام کے جذبات کا احساس کرنے اور ملک کو داخلی مسائل کے گرداب سے نکالنے کی بجائے عالمی قوتوں کی خوشنودی کے حصول میں مگن ہیں۔

فروری میں ہونے والے پاک بھارت مذاکرات میں پاکستان پر مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کے لئے ڈالے جانے والے دباؤ کو ہر صاحب ِنظر محسوس کرسکتا ہے۔کشمیر کے مسئلہ پر اپنے اصولی موقف سے دستبرداری کے لئے عوام الناس کو ذہنی طور پر زبردستی تیار کیا جارہا ہے۔ پاکستان اور بھارت میں روایتی تناؤ کو ختم کرنے کے لئے جس طرح کھیل ڈپلومیسی اختیار کی گئی ہے اوراس کے جونتائج دینے کی پاکستان سے توقع کی جارہی ہے،اس سے بھی محب ِوطن حلقے شدید پریشانی اور دباؤ کا شکار ہیں۔کھیلوں کا یہ سلسلہ کرکٹ سے بڑھ کر ہاکی، فٹ بال، پولو میچز اورسیف گیمز تک پھیل رہا ہے اوراس کے ساتھ ساتھ نام نہاد ثقافتی طائفوں کی آمد بھی شروع ہوچکی ہے جن کے استقبال میں حکمرانوں کا والہانہ پن اور اپنائیت ہر کوئی محسوس کرسکتا ہے۔مشترکہ چیمبر آف کامرس کو وجود میں لانے کی باتیں ہورہی ہیں اور یکم اگست ۲۰۰۴ء سے مظفر آباد،سری نگر بس سروس بھی شروع کی جارہی ہے۔

یہی پرویز مشرف تھے جو آگرہ میں گئے تو ان کے تیور اور بھارتی حکمرانوں سے بات چیت کے انداز مختلف تھے،تھوڑے ہی عرصہ میں کیا ایسی قیامت خیز تبدیلی آگئی کہ اپنے موقف

© rasailojaraid.com

سے مکمل انحراف ضروری سمجھا گیا۔کیا بھارت نے خفیہ طور پر کسی غیر معمولی خیرسگالی کا مظاہرہ کیا ہے یا پاکستان کی طرف سے کسی ان دیکھے دباؤ پر یک طرفہ لچک کو اپنایا گیا ہے؟ جنگ نہ ہونے اور ایک دوسرے کے جذبات کے احترام کرنے کا کوئی معاہدہ طے پایا ہے یا کچھ اور ہے جس کی پردہ داری ہے اور بے چارے عوام کی نظروں سے وہ اوجھل ہے!!

ابھی چند روز پہلے ملک کے مایہ ناز ایٹمی سائنسدانوں کے ساتھ کھیل کھیلا گیا اور عالمی سطح پر پاکستان کا ایٹمی پروگرام رسوا ہوا، قابل فخر سائنسدانوں کی سبکی ہوئی، پھر عام معافی سے معاملہ مشروط معافی تک پہنچا، جس کو امریکہ کسی وقت دوبارہ اٹھا سکتا ہے (خبر ۱/۱اپریل)۔ یہ آفت ابھی نہیں ٹلی کہ وانا آپریشن کا قیامت خیز سلسلہ شروع ہوگیا۔عوام کو کھیل میں اُلجھا کر جس طرح مجاہدین پر ظلم وستم ڈھایا گیا، اس سے ملک وملت کا درد رکھنے والا ہر فرد بے چین اور فکر مند ہے۔اس آپریشن میں سرکاری بیان کے مطابق پاک فوج کے ۵۰ سے زیادہ اہل کار کام آئے جبکہ سینکڑوں مجاہدین اور علاقے کے معصوم عوام کو اپنی جانوں سے ہاتھ دھونا پڑے۔آپریشن کے اختتام پر یہ عقدہ کھلا کہ یہ آپریشن جو اسامہ یا ان کے کسی اہم ذمہ دار کو پکڑنے کے لئے عمل میں لایا گیا، دراصل غلط معلومات اور ناقص منصوبہ بندی کی وجہ سے نہ صرف ناکام ہوا بلکہ حکومتی افراد بھی یرغمال بنالئے گئے۔بعض مبصرین کے مطابق امریکہ کے حالیہ صدارتی الیکشن میں کامیابی کے لئے پاکستانی حکومت کو یہ ذمہ داری تفویض کی گئی تھی، جس کو انہوں نے اپنی ملکی وملی ضروریات کونظر انداز کرکے دیوانگی کی حد تک پورا کرنے کی کوشش کی۔

دینی مدارس کے ساتھ حکومت کی دلچسپیبھی ان دنوں حد سے زیادہ بڑھ چکی ہے۔امریکہ بہادر نے ۶ ارب کی خطیر رقم ان کی 'فلاح وبہبود' کے لئے مختص کردی ہے۔ ماڈل دینی مدارس کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے اور مدارس کی اصلاح کے نت نئے قانون وضع کئے جارہے ہیں۔ مدارس پر نظر کرم اس حد تک بڑھی ہے کہ سندھ میں ان پر اسناد جاری کرنے کی پابندی عائد کردی گئی ہے اور یہ سلسلہ قدم بقدم دوسرے صوبوں کی طرف بڑھتا جارہا ہے۔مدارس کو رجسٹریشن کا پابند کرنے کی تیاریاں ہوچکی ہیں اور جو ادارہ بھی حکومتی ارادوں کے آگے سر تسلیم خم نہیں کرے گا، اسے نونہالانِ قوم کوتعلیم دینے کا کوئی حق حاصل نہیں رہے گا۔

www.KitaboSunnat.com

وطن عزیز میں جدید تعلیم کو پھیلانے والے کاروباری تعلیمی اداروں میں جس طرح یونیورسٹی چارٹرز کی بندر بانٹ جاری ہے، مدارس کے کرتا دھرتاؤں نے تمام دینی امتحان بورڈز پر مشتمل ایک چارٹر کی درخواست سرکار کی خدمت میں پیش کی تھی، لیکن اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا گیا۔ جدید تعلیم کا کوئی بھی ادارہ ہو، جب اس میں مغربی کلچر کی معمولی سی چکا چوند پیدا ہوجائے اور وہ نمایاں ہونے لگے تو اس کو ابتدائی طور پر یونیورسٹی کے لئے منظور کرلیا جاتا ہے لیکن بیسیوں سال سے قائم عظیم دینی مدارس جن کی خدمات، طلبہ اور علمی وسائل ایسے اداروں سے کئی گنا زیادہ ہیں، اور ان کا نیٹ ورک بہت وسیع ہے، ان کا داخلہ اس میدان میں سرے سے ہی بند ہے۔

ایک طرف دینی مدارس کو حاصل آمدنی کے ذرائع پر پابندیاں لگا دی گئی ہیں دوسری طرف بیرونی فنڈ سے چلنے والی ملکی اور غیر ملکی این جی اوز کا ایک جنگل اُگ آیا ہے اور بے روک ٹوک کام کررہی ہیں۔ ان کی امداد کس مد میں صرف ہورہی ہے، اس پر کوئی چیک نہیں۔ مدارس کے لئے اوقاف تو عرصہ ہوا انگریز سرکار نے چھین لئے تھے، جس کے بالمقابل عیسائی اداروں کو عوام الناس میں اسلام سے بیزاری پیدا کرنے کے لئے کھلی چھوٹ دی گئی تھی۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں آج بھی صورتحال چنداں مختلف نہیں۔ چند ماہ قبل ہی ایف سی کالج جیسے بڑے سرکاری تعلیمی ادارے کو اربوں کی اراضی اور وسائل کے ساتھ دوبارہ عیسائیوں کے حوالے کیا جاچکا ہے۔ اب ۳۱/ مارچ کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے جس سے بہت سے اندیشے سر اٹھانے لگے ہیں:

> ''ایف سی کالج کو یونیورسٹی کا چارٹر مل گیا...... کالج کے پرنسپل ڈاکٹر پیٹر آرماکوسٹ نے کہا ہے کہ اس یونیورسٹی کا الحاق امریکہ کی یونیورسٹی سے کیا جائے گا۔ ہم جدید طرز کا امتحانی سسٹم متعارف کرائیں گے۔'' (روزنامہ جنگ: ۳۱ مارچ ۲۰۰۴ئ، ص ۳)

اس سے پہلے ملک میں حدود آرڈیننس کے خلاف مہم جاری ہے، نام نہاد حقوقِ نسواں کی بحالی کے لئے حکومتی سطح پر کوششیں کی جارہی ہیں، اور قومی اسمبلی میں اس پر بحث شروع ہوچکی ہے جس کی حمایت اور مخالفت میں گروپ بندی ہورہی ہے۔

یہ سب کچھ کسی نئی آزمائش کا پتہ دے رہا ہے، کچھ تو ایسا ہے جو اس ملک میں مقتدر طبقہ کے

©rasailojaraid.com

درمیان طے پا گیا ہے۔ امریکہ نے پاکستان کے لئے ایک نیا کردار تجویز کیا ہے، ایسی حکومت جو سرچشمہ اقتدار پر امریکی طاقت کے سہارے قابض ہے، اس کی کمزوری کی کچھ ایسی قیمت لگی ہے کہ سب کے تیور بدلے بدلے نظر آتے ہیں۔ گویا ایک دھن ہے یا ایک فرض جس کی تعمیل کے لئے سریر اقتدار پر براجمان طبقہ سرگرم ہے۔حکومت کی یہ فدویانہ روش کسی کی سمجھ میں نہیں آرہی جناب عرفان صدیقی کے بقول:

''شاید ہی کوئی پاکستانی بھارت سے مستقل تصادم، محاذ آرائی اور جنگ وجدل کے حق میں ہو......لیکن شاید ہی کوئی پاکستانی سپر اندازی اور خودسپردگی کی اس فدویانہ روش کے حق میں ہو جسے ہم نے عہد نو کی حکمتِ عملی کے طور پر اپنایا ہے۔'' (۳۰/ مارچ ۲۰۰۳ئ)

اِسی روز یہی بات ایک اور رنگ میں مسرت لغاری صاحبہ نے اپنے کالم میں لکھی ہے:

''پاکستان کے پرچم کو بھارت کے ترنگے کے ساتھ سینے کا کام کس کے حکم پر ہوا۔ پاکستانیوں کی خودسپردگی کا یہ عالم ہے کہ کرکٹ کے میدان میں ہارنے کے بعد جشن فتح منایا گیا، پاکستانی کپتان کے چہرے پر بلا کا سکون اور سکون کی گہری نیند سے بیدار ہونے کا چین لگتا تھا۔ گویا ان کے ذمے جو مشن سونپا گیا تھا، بخوبی انہوں نے پورا کردیا۔ ہارنے کے بعد پس منظر میں اتنے پاکستانی پرچم لہرائے گئے کہ لگتا تھا جیت پاکستان کی ہوئی ہے۔ پاکستانی تماشائیوں کے گالوں پر ترنگے کے نشان اور دلوں میں مچلتی ترنگیں تھیں۔'' (کالم 'فکر جہاں')

حکومت نے جس انداز میں کھیل ڈپلومیسی شروع کی، اس میں وارفتگی کا یہ عالم ہے کہ ۲۳ مارچ کو ہمیشہ سے منعقد ہونے والا یومِ قرارداد پاکستان منسوخ کردیا گیا، اس روز قراردادِ پاکستان پر ملک بھر میں تقریبات کا سرے سے اہتمام نہ کیا گیا، کسی سرکاری عمارت پر چراغاں نہ کیا گیا جبکہ تعلیمی اداروں میں سوئی گرنے کی سی خاموشی طاری رہی ۔

بھارتیوں پر اس فریفتگی کا نتیجہ مثبت نکلنے کے بجائے وہی نکلا جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔ ۲۹ مارچ کے اخبارات میں یہ خبر چھپی کہ بھارتی ریاست گجرات کے ۳۰ بڑے شہروں میں متشددانہ کاروائیاں شروع ہوگئی ہیں اور مسلم کش فسادات کا خطرہ محسوس کیا جانے لگا ہے۔

آغا خانیوں کا ملک میں بڑھتا ہوا کردار

ملک کی خارجہ صورتحال تو پریشان کن ہے ہی، لیکن داخلی صورتحال بھی کچھ کم تشویشناک

© rasailojaraid.com